بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

# محدث
دہلی

جلد ۶ | بابت ماہ اگست ۱۹۳۸ء مطابق جمادی الاخری ۱۳۵۷ھ | نمبر ۴

# یاس و امید

(از مدیر)

دار الحدیث رحمانیہ کے مرحوم مہتمم جناب میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال جس طرح حقیقتاً ایک جماعتی اور ملی حادثہ ہے صد شکر کہ قوم نے اس کو اسی طرح محسوس بھی کیا ہے۔ چنانچہ جب سے یہ خبر شائع ہوئی ہے ملک کے طول وعرض میں رنج وغم کا ایک طوفان بپا ہے۔ ابتک ہمدردانہ خطوط اور تعزیتی پیغامات کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ جگہ جگہ جلسے ہو رہے ہیں جس میں مرحوم کے جود وسخا ایثار وقربانی، غربا نوازی اور علم پروری کا ذکر کرکے لوگ اشکبار ہو رہے ہیں۔ مرحوم کی زندہ یادگار "مدرسہ رحمانیہ" کے بقا واستحکام کی دعائیں کی جاتی ہیں۔ مرحوم کے پسماندگان کو صبر وشکر کی تلقین کے ساتھ ساتھ ان سے مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی امیدیں ظاہر کی جا رہی ہیں۔ جناب شیخ عبدالوہاب صاحب مدظلہ العالی کو اپنے محترم باپ کے جاری کردہ چشمہ فیض کو پوری ہمت اور شوق، جذبے اور ولولے کے ساتھ اپنے ہاتھوں میں لے لینے پر مبارکبادیں دی جا رہی ہیں، تبریک وتہنیت کے رزولیوشن پاس ہو رہے ہیں۔ اخبارات اور رسالوں میں شذرات ومقالے لکھے جا رہے ہیں۔ شعراء اور تاریخ نگار مرثیے اور تاریخہائے وفات بھیج رہے ہیں، کتنے بچارے ایسے ہیں جو مرحوم کی دینی خدمات اولو العزمانہ روایات کو سن سن کر ان سے ملاقات کا ارمان دل میں لئے بیٹھے تھے اور منتظر تھے کہ کوئی موقع ہاتھ لگے اور ہم اس مرد خدا کا دیدار حاصل کریں، لیکن اچانک خبر مرگ سنتے ہی ان کے دل مسوس کر رہ گئے اور بے ساختہ پکار اٹھے ؎

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

یقین مانئے کہ اگر ہم بالتفصیل ان تمام کارروائیوں کو محدث میں شائع کرنا شروع کریں تو کئی مہینے تک یہ سلسلہ ختم نہیں

ہوگا اس لئے صرف اس اجمالی فہرست پر ہی اکتفا کرتے ہوئے ہم ان تمام حضرات سے معافی کے خواستگار ہیں جن کے پیغامات تعزیت وغیرہ محدث میں شائع نہیں ہو رہے ہیں بمطابق حدیث نبوی مَنْ عَزّٰی مُصَابًا فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِہٖ (جو کسی مصیبت زدہ کے ساتھ اس کی مصیبت میں اظہار ہمدردی کرے اور اسے تسکین دے تو اس کے لئے بھی اتنا ہی ثواب ہے جتنا اس مصیبت کے مارے کو) آپ کا اجر انشاء اللہ اللہ کے یہاں ثابت ہو چکا ۔

---

محدث کی گذشتہ اشاعت میں ہم نے مرحوم کی زندگی کے اہم حالات کی طرف مختصر الفاظ میں اشارے کر دیئے ہیں لیکن حق تو یہ ہے کہ اس جلیل القدر ہستی کی زندگی کے واقعات جو محض شخصی حالات ہی نہیں ہیں بلکہ اس زمانے کے امراء امراء ہی نہیں بلکہ بہت سے علماء اور طلباء کے لئے بھی عبرت ونصیحت کے عملی نمونے ہیں۔ اس لائق ہیں کہ ان کو اس شرح وبسط کے ساتھ دنیا کے سامنے اجاگر کیا جائے کہ لوگوں کے لئے سبق آموز اور بصیرت افروز ثابت ہوں۔ اسلئے ہمارا ارادہ ہے کہ دو مہینے کے بعد انشاء اللہ جب ہم "تاریخ رحمانیہ" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کرینگے، اسی کے ساتھ مرحوم کے سوانح حیات پر بھی ذرا تفصیل سے روشنی ڈالیں گے اور کوشش کریں گے کہ اس گہوارۂ علم (رحمانیہ) میں ہم اپنی اٹھارہ سالہ زندگی کے چشم دید حالات اور قلبی تاثرات کو صدق ودیانت کے ساتھ صفحۂ قرطاس پر آپ کے سامنے رکھدیں۔ وباللہ التوفیق۔

---

مرحوم کی وفات کے بعد دین اور علم دین سے محبت کرنے والوں، حدیث اور اہل حدیث کا درد رکھنے والوں کو سب سے بڑا خطرہ مدرسے کے متعلق پیدا ہو گیا تھا اور سخت تشویش تھی کہ الٰہی اس شجر بار آور کا کیا ہوگا؟ جس کے پھلوں کی شیرینی سے دنیا لذت آشنا ہو چکی ہے اور دن بدن اس کی حلاوت کی لطف اندوزیاں بڑھتی ہی جا رہی ہیں۔ لیکن اللہ کا شکر اور صد ہزار شکر، اس کا احسان اور ان گنت احسان ہے کہ حاسدوں اور دشمنوں کے علی الرغم یہ تشویش بہت ہی جلد دفع ہو گئی۔ **وہّاب کا بندہ**، اپنے اولوالعزم باپ کا جوان بیٹا، کمر ہمت باندھ کر آگے بڑھتا ہے اور اپنے باپ کی سونپی ہوئی امانت کو اسی آن بان کے ساتھ اپنے مضبوط ہاتھوں سے تھام لیتا ہے جیسی اس کی شایان شان تھی۔ اللہ اللہ وہی عبدالوہاب جو دن بھر دکان پر بیٹھکر سوائے اپنے کاروبار کی دھن میں لگے رہنے کے جانتا بھی نہ تھا کہ مدرسہ کہاں ہے اور طلبہ کدھر ہیں۔ اب دن میں دو دو مرتبہ آکر مدرسہ کی ڈیوڑھی کی زیارت کرتا ہے۔ پردیسیوں کا حال پوچھتا ہے ان کی ہر طرح کی آسائش کے لئے بے چین رہتا ہے۔ وہی عبدالوہاب کہ جس غریب کو شاید یہ پتہ بھی نہ رہا ہو کہ مدرسہ میں مدرس کتنے ہیں اور کون کون ہیں اب اس کا یہ حال ہے کہ ان کی ہم نشینی اپنے لئے باعث عزت سمجھتا ہے۔ ہر جمعہ کو شام کی شاندار دعوت کرتا ہے۔ اپنی خاص کار پہ بلاتا اور پھر اسی پہ واپس کرتا ہے سچ ہے کہ ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات ؎

رہا نہ میکدۂ علم وفن کا وہ ساقی ۔۔۔ مگر ہے اس کا کوئی ہمنوا ابھی باقی

جگر میں جوش لئے دل میں جذبۂ ملت
اٹھا ہے کرنے محمدؐ کے دین کی خدمت

(آزاد الہوی)